باسمه سبحانه

قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی سبحان الله وما انا من المشرکین

میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرا تابع دونوں مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

(ترجمہ فرمان)

کتاب مستطاب

اصول الشریعه فی عقائد الشیعه

از قلم معجز رقم

سرکار عمدۃ المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

ناشر مکتبہ السبطین 296/9 بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

باسمہ سبحانہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں، میں اور میرا پیرو دونوں مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں

(ترجمہ فرمان علی)

کتاب مستطاب

اصول الشریعۃ

فی

عقائد الشیعۃ

SIBTAIN.COM

از قلم حقیقت رقم

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ الشیخ محمد حسین مدظلہ العالی اعلیٰ درس المومنین

ناشر

مکتبۃ السبطین ۲۹۶ وی بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

باسمہ سبحانہ

"والدہ مرحومہ کے نام"

اگر سیاہ دلم داغ لالہ زار توام
وگر کشادہ جبینم گل بہار توام

چونکہ والد مرحوم و مغفور کا سایۂ عاطفت صغر سنی میں سر سے اٹھ گیا تھا۔ لہٰذا میں بفضلہ تعالیٰ شیدائی سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام والدۂ مرحومہ کے ہی حسن تربیت سے اس قابل ہوا کہ آج اپنی بساط و استطاعت کے مطابق کچھ خدمت دین مبین کر رہا ہوں۔ اس لئے میں اپنی اس ناچیز کتاب کو ان کے نام کے ساتھ معنون کر کے اس حقیر دینی خدمت کا ثواب بطفیل سرکار ولی عصر و امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ ان کی تربت پر نثار کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپکا
احقر محمد حسین نجفی عفی عنہ سرگودھا
ستمبر [illegible]

کتابت	سید تقی ابن وزیر قرامی
طباعت	ثنائی پریس سرگودھا
قیمت	۱۵۰/ روپے
بار	چہارم
اگست [illegible]	

دیا ، رجال کشی سے ، ان حقائق کے پیش نظر یہ بات مزید کسی دلیل کی محتاج نہیں رہ جاتی ہے کہ اصول دین ہوں یا فروع دین، فضائل اہل بیت ہوں یا ان کے مصائب ان میں ہر کس و ناکس کی بیان کردہ ہر روایت کو نہ قبول کیا جا سکتا ہے اور نہ مکمل غور و تدبر کئے بغیر اس کے مطابق عقیدہ رکھا یا عمل کیا جا سکتا ہے اگرچہ اصول عقائد میں یہ شدت دیگر فقہ سے بھی زیادہ سخت ہے۔

قبولیت روایات کا معیار و میزان

انہی حقائق کے پیش نظر رہنمایان اسلام یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام نے روایات کے رد و قبول کے کچھ قواعد و ضوابط مقرر فرمائے ہیں۔ اس سلسلہ ان قواعد کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جناب رسول خدا کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ ان علی کل حق حقیقۃ و علی کل صواب نورا فما وافق کتاب اللہ فخذوہ و ما خالف کتاب اللہ فدعوہ یعنی ہر حق پر حقیقت اور ہر درستی و راستی پر نور ہوتا ہے پس جو حدیث قرآن کے موافق ہو اسے لو اور جو قرآن کے مخالف ہو اسے ترک کر دو۔ اسی طرح جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے فرمایا کل شئی مردود الی الکتاب والسنۃ و کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔ ہر چیز کو کتاب و سنت کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اور ہر وہ حدیث جو قرآن کے مطابق نہ ہو وہ باطل ہے۔ نیز انہی بزرگوار سے منقول ہے فرمایا مالم یوافق من الحدیث القرآن فھو زخرف۔ ہر وہ حدیث جو قرآن کے موافق نہ ہو وہ باطل ہے (اصول کافی ۱ طبع قدیم ایران)

بنا بریں ہر ہر روایت کے متعلق یہ جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے کہ اس کا راوی کون کون اور کیسا ہے؟ جس کتاب میں درج ہے اس کا اور اس کے مصنف و مؤلف کا علمی مقام کیا ہے اور یہ کہ قرآن کے مطابق ہے یا نہ؟ اس کے معارض کوئی اور روایت ہے یا نہ اور پھر معارض کی موجودگی کی صورت میں ترجیح کس کو دی جائے۔ اور یہ کہ آیا وہ روایت کسی عقلی یا شرعی مسلمہ اصول سے متصادم تو نہیں؟ آیا مذہب عامہ کے موافق ہے یا مخالف؟ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اور یہ کہ آیا علماء محققین نے اسے اس کے ظاہری معنوں پر محمول کیا ہے؟ یا اس کی تاویل کی ہے؟ اور اگر تاویل کی ہے تو وہ صحیح تاویل کیا ہے؟ ان تمام امور پر غور و تدبر کرنا لازم ہے۔ ہاں البتہ جب کوئی روایت ان تمام اصولوں پر پوری اترے اس کا قبول کرنا واجب اور انکار دائرۂ ایمان سے خروج کا باعث ہے۔ والا فلا یقرب العبد الا

قدر مجموعۂ گل مرغ سحر داند و بس   کہ نہ ہر کو ورقے خواند معانی دانست   (حافظ)

غالیوں کی دسیسہ کاریاں

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ ثابت ہو گیا کہ کتب رجال و سیر کی اجمالی سیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اطہار کے زمانہ میں ایسے رذالی لوگ بکثرت موجود تھے جو اپنے عقائد فاسدہ کی تائید میں خود خانہ زاد حدیثیں گھڑ کر بڑے لطائف الحیل سے ان کو کتب اصحاب ائمہ میں درج کر دیتے۔ (منہاج البراعۃ ج ۲ ص ۱۳۲ طبع جدید ایران رجال کشی ص ۱۹۵ وغیرہ)

* ملاحظہ ہو معیار الحق و میزان الصدق و جواہر الفصول فی المعارف و میزان الرجال شرح صحیفہ منہاج البراعۃ ... غرضیکہ روایت ہر روایت کی اہمیت پر اس قدر زور دیا ہے کہ کتب رجال

آئمہ اطہار کو بھی ان کی ان حیا سوز کارستانیوں کا علم تھا جس کے سبب وہ اپنے مخلص نام لیواؤں کو ان لوگوں کی دسیسہ کاریوں و کارگزاریوں سے آگاہ فرماتے رہتے چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں انا اهل بیت صدیقون لا نخلو من کذاب یکذب علینا ویسقط صدقنا بکذبه عند الناس (ہم سچا خانوادہ ہیں لیکن ہم جھوٹ بولنے والوں سے کبھی خالی نہیں رہتے جو اپنے جھوٹ سے ہمارے سچ کو بھی لوگوں کی نظروں میں گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ رجال کشی ص۲۵۷) اسی رجال کشی ص۲۵۸ پر جناب امام رضا علیہ السلام سے ان کذابوں میں سے بعض کی تفصیل مذکور موجود ہے کہ جناب امام زین العابدین پر جھوٹ بولتا تھا۔ ابو الخطاب امام جعفر صادق علیہ السلام پر، محمد بن بشیر امام موسیٰ کاظم پر اور محمد جار مجھ پر افترا پردازی کرتا ہے۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے وہ میرے والد پر جھوٹ بولتا تھا (رجال کشی ص۱۹۵) نیز انہی بزرگوار سے مروی ہے فرمایا لا تقبلوا علینا حدیثا الا ما وافق القرآن والسنة او تجدون معه شاهدا من احادیثنا المتقدمة فان المغیرة بن سعید لعنه الله دس فی کتب اصحاب ابی احادیث لم یحدث بها ابی فاتقوا الله ولا تقبلوا علینا ما خالف قول ربنا تعالی وسنة نبینا محمد صلی الله علیه وآله وسلم فانا اذا حدثنا قلنا قال الله عز وجل وقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم (رجال کشی ص۱۹۵ شمارہ ایڈیشن ۴۹) (جو حدیثیں ہماری طرف منسوب ہوں ان میں سے صرف ان کو قبول کرو جو قرآن و سنت کے موافق ہوں یا ان کی تائید میں ہماری سابقہ حدیثوں سے کوئی شاہد ہو۔ کیونکہ مغیرہ بن سعید ملعون خدا اس پر لعنت کرے، میرے والد امام محمد باقر کے اصحاب کی کتب حدیث میں کئی جعلی حدیثیں داخل کر دی ہیں جو کبھی میرے والد نے بیان نہیں فرمائی تھیں۔ خدا سے ڈرو ہمارے متعلق کوئی ایسی بات قبول نہ کرو جو قول خدا و سنت پیغمبر کے خلاف ہو۔ کیونکہ جب ہم بیان کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ خدا و رسول نے یوں فرمایا ہے۔ (یعنی اپنی رائے و قیاس سے کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی غیر معصوم کا قول نقل کرتے ہیں) ان حقائق کی موجودگی میں ہر وہ روایت جو ان ذوات مقدسہ کی طرف منسوب ہو کیونکر آنکھیں بند کر کے اسے قبول کیا جا سکتا ہے۔

عصر حاضر کے جدید مؤلفین کی تلوّن مزاجیاں

اس دور جدید کے بعض جدت پسند جدید مؤلفین کی حالت بھی عجیب ہے جب ماننے پر آتے ہیں تو یہ کہہ کر ۔ فرمان معصوم کو تسلیم کرنا واجب ہے "خطبۃ البیان" جیسے بے سروپا اور بے اصل و بے بنیاد شطحیات کو بھی تسلیم کر کے ان پر اپنے اعتقاد کی بنیاد قائم کر لیتے ہیں۔ اور جب انکار پر آمادہ ہوں تو منہج التحقیق کے حوالہ سے ہم بیان میں درج شدہ حدیث امام جس میں خلقت نوری سے خلقت روحی مراد لی گئی ہے کو مجہول الحال مؤلف کی تالیف کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ بلکہ اصول کافی کی یونس بن عبد الرحمن والی صحیح السند روایت جس میں عمود نور کی تشریح فرشتہ کے ساتھ

کی گئی ہے۔ جیسے سرکار علامہ مجلسیؒ جیسے محدث خبیر نے صحیح السند تسلیم کیا ہے (مرآۃ العقول ج ۱ ص ۱۹۰) اس کو اپنے مدعا کے خلاف پا کر خبر واحد کہہ کر اور اس کے بعض راویوں پر جرح کر کے مسترد کر دیتے ہیں۔ اور اس کے باوجود نہ ان کے ایمان و ایقان میں کوئی رخنہ واقع ہوتا ہے اور نہ ہی معرفت امام میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

لیکن اگر اصول روایت و درایت کے مطابق کسی بے سروپا روایت کو ناقابل استدلال قرار دے دیں تو دین سر پر اٹھا کر داد و فریاد کی جاتی ہے اور اسے عدم معرفت امام کی دلیل قرار دیا جاتا ہے۔ ما لکم کیف تحکمون؟

متشابہ اخبار و آثار

مذکورہ بالا حقائق کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جو روایات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتی ہے وہ یہ ہے کہ بکثرت احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ ان فی اخبارنا متشابھا کمتشابہ القرآن ومحکما کمحکم القرآن فردوا متشابھا الی محکمھا ولا تتبعوا متشابھا دون محکمھا فتضلوا ہمارے اخبار کے متشابہ بھی مثل متشابہ قرآن اور محکم بھی مانند محکم قرآن۔ لہٰذا تم متشابہ کو محکم کی طرف لوٹاؤ۔ اور خبردار محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی اتباع نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (عیون اخبار الرضا ص ۱۶۱ و احتجاج طبرسی ص ۲۲۳) اس لئے اہل علم کا فرض ہے کہ وہ کسی بھی روایت پر عقیدہ و عمل کی دیوار استوار کرنے سے پہلے اچھی طرح غور و فکر کر لیں کہ وہ روایت محکم ہے یا متشابہ؟ اگر اس امر کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو پھر مطابق فرمان امام گمراہی یقینی ہے۔

(اعاذنا اللہ منھا)

ازالہ شبہ

بعض احادیث میں وارد ہے کہ ہماری حدیثیں سخت مشکل ہیں۔ ان کا تحمل صرف نبی مرسل، ملک مقرب یا مومن ممتحن ہی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جب تمہارے پاس ہماری حدیث پہنچے اور مطلب سمجھ میں آ جائے تو فبہا ورنہ اسے عالم آل محمد (امام) کی طرف لوٹاؤ۔ خبردار انکار نہ کرنا کیونکہ ہماری حدیث کا انکار کفر ہے۔ (بصائر، بحار وغیرہ) اس وقت ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ ان صعب مستصعب احادیث سے مراد کیا ہے؟ کیا یہ معارف امامت کے متعلق ہیں یا قدرت کے بعض عجائب و غرائب احوال سے ان کا تعلق ہے یا علم باطن سے وابستہ ہیں۔ یا ان سے مخالفین کی مذمت مراد ہے یا عالم آخرت کے بعض اسرار و رموز مراد ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر ان کی کوئی مناسب حال تاویل لازماً کرنا پڑے گی۔ چنانچہ سرکار علامہ مجلسیؒ نے ان کی دو تاویلیں کی ہیں۔

تاویل اول: یہ معلوم ہو جانے کے باوجود کہ یہ امام معصوم کی حدیث ہے اسے ٹھکرا دیا جائے ظاہر ہے کہ اس صورت میں امام کا استخفاف لازم آتا ہے جو عدم ایمان بلکہ عدم اسلام کی دلیل ہے۔

تاویل دوم: آیات محکمات اور روایات متواترات پر پیش کئے بغیر محض اپنی رائے ناقص و قیاس فاسد

سے اسے مسترد کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ روش و رفتار میں انتہائی قابل مذمت ہے۔ (ملاحظہ ہو مرآۃ العقول ج ۱ ص ۳۰)

ان فی ذالک لبلاغا لقوم یعقلون۔

یہ کتاب کیوں لکھی گئی؟

بہ تصدق چہاردہ معصومین خدائے جلیل و اکرم کے خاص فضل و کرم سے گزشتہ سال عقائد امامیہ و تحقیق اصول اسلامیہ پر ایک مکمل و مدلل کتاب بنام "احسن الفوائد فی شرح العقائد" لکھ کر ابناء قوم و ملت کے سامنے پیش کر چکے ہیں جس میں قریباً قریباً تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر فرقہائے اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے شکوک و شبہات کو عقل و نقل اور آثار علوم قدیمہ و جدیدہ کی روشنی میں بڑے عمدہ و احسن انداز میں رد کیا گیا ہے۔ اور یہ کتاب رئیس المحدثین حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے رسالہ شریفہ اعتقادیہ کی شرح ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد جہاں علماء اعلام و دیگر ارباب تحقیق و انصاف نے اسے اس صدی کا علمی شاہکار اور اپنے موضوع پر تحقیقی و علمی اعتبار سے بے مثال کتاب قرار دیا جیسا کہ اس کتاب کی تقریظوں و تبصروں سے یہ بات واضح ہے جو اس پر لکھے گئے والحمد للہ علی احسانہ وہاں چونکہ اس سے بعض غلو نواز حضرات کے خود ساختہ عقائد پر کاری ضرب لگی تھی اس لئے انہوں نے تقریر و تحریر کے ذریعہ اس کے اور اس کے مصنف کے خلاف محاذ قائم کر کے خرافات آرائی کرنا اپنا فریضہ سمجھ لیا۔ یہ اپنی سرشت و گشت کا فرق ہے کہ یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا۔ ان حضرات کے خیال کے مطابق ہم سے غلطی یہ سرزد ہوئی ہے کہ (باوجود اہل بیت کے بے شمار صحیح فضائل و مناقب بیان کرنے کے) ان ذوات قدسیہ کے خالق و رازق اور محی و ممیت ہونے کی نفی کر دی اور ان کو خالق و رازق قرار دیئے جانے والے نظریہ کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے فذالک ذنب لست عنه اتوب۔ اسی طرح اور بھی بعض عقائد ایسے تھے جن کے ذاتی خیالات سے متصادم تھے۔

بہرحال جب ہم نے یہ دیکھا کہ آجکل بعض اہم دینی عقائد پر اخبارات و رسائل اور منابر پر خوب آزمائیاں اور ہنگامہ آرائیاں ہو رہی ہیں اور بعض صحیح عقائد کو بعض دین فروش لوگ غلط انداز میں عوام کے سامنے پیش کر کے انہیں شیعہ علماء اور مدارس دینیہ سے بدظن کرنے کی سعی نامشکور کر رہے ہیں۔ ان میں کچھ چٹکیاں ہیں کچھ دینی مسائل پر بعض اہم فتاویٰ ہیں۔ کچھ اخبارات وغیرہ کے مضامین ہیں۔ جن میں حق کشی، باطل کوشی اور خالق کی بجائے مخلوق کی رضا جوئی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

میں اکثر سوچتا ہوں کس طرح سے ان کو سمجھاؤں ۔۔۔ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے نظم انجمن بگڑا

سمجھا کہ قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم نیز تحقیقات علماء متقدمین و متاخرین کی روشنی میں منصفانہ اور جامع تبصرہ کر کے احقاق حق و ابطال باطل کا مذہبی فریضہ انجام دیں۔ تاکہ عذر رفتہ اور اتمام حجت میں کوئی کمی باقی نہ رہ جائے۔

"لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحییٰ من حیّ عن بینۃ" اسی لئے کتاب کو دس ابواب پر تقسیم کرکے بعد از استخارہ یہ کتاب لکھنا شروع کر دی ہیں کہ ہر باب میں ایک ایک اہم موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ وھو حسبی و نعم الوکیل

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

اصول الشریعہ کی اشاعت کے بعد کیا ہوا؟

احسن الفوائد کی اشاعت کے بعد جو حالات رونما ہوئے تھے ان کا اجمالی تذکرہ سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔

اصول الشریعہ جو اصلاح احوال و عقائد کے جذبہ سے سرشار ہو کر لکھی گئی تھی یقیناً علم دوست اور تحقیق پسند حلقوں کی طرف سے توقع سے بھی زیادہ اس کی پذیرائی کی گئی۔ الحمد للہ۔ مگر جن لوگوں نے پہلے احسن الفوائد کی مخالفت کی تھی ان کی طرف سے تو اب گویا مخالفت کا آتش فشاں پہاڑ پھوٹ پڑا۔ اور تقریر و تحریر میں اس کے خلاف تہذیب و شرافت کے تمام تقاضوں کو یکسر نظر انداز کرکے وہ ہڑبونگ مچایا کہ الامان و الحفیظ۔ تفصیل ذیل میں آرہی ہے۔

ہماری دوسری کتب بالعموم اور "احسن الفوائد" و "اصول الشریعہ" بالخصوص عظیم کتابیں ہیں

SIBTAIN.COM

ہم یہ بات کسی تعلی اور تکبر کی بنا پر نہیں (جو کہ مذموم ہے) بلکہ محض تحدیث نعمت پروردگار کی بنا پر عرض کر رہے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ ہماری دوسری کتابیں بالعموم اور احسن الفوائد، اصول الشریعہ بالخصوص دنیائے اسلام و تشیع کی عظیم کتابوں میں سے ہیں۔

عظمتِ کتب کا معیار کیا ہے؟

یہ مسلّم عقلائی قاعدہ ہے کہ ہر دعویٰ کے اثبات کے لیے قطعی ثبوت لازم ہوتا ہے۔ ورنہ وہ دعویٰ نظر عقلا میں قابل قبول نہیں ہوتا۔ بنا بریں مذکورہ بالا دعویٰ کے ثبوت میں پہلے ہم معیار عظمت کے متعلق ایک مشہور انگریز مصنف رابرٹ ڈاؤنز کی رائے گرامی پیش کرتے ہیں۔ جس نے دنیا کی عظیم سولہ کتابوں کا انتخاب شائع کیا۔ اور اس کا نام رکھا "وہ کتب ہیں جنہوں نے دنیا بدل ڈالی" جس کا اردو ترجمہ ملک کے مشہور قلمکار ادیب غلام رسول مہر نے کیا ہے۔ اس کے بعد اس معیار کی روشنی میں اپنی کتابوں کی عظمت کا جائزہ لیں گے۔ ان شاء اللہ۔ وہ اس کتاب کے مقدمہ میں عظمت و شہرت کے معیار پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شہرت و حیثیت کا بڑی حد تک عملی معیار یہی ہے کہ مخالف و موافق معاصرین نے اسے کس حیثیت سے نظر رکھی جانچی۔ اگر کسی کتاب کے خلاف شدید جذبات ابھرے اور اسی اہتمام سے حامیوں نے کتاب کی تائید میں سرگرمی دکھائی تو اغلب خیال یہی ہوتا ہے کہ اس کتاب نے لوگوں کے افکار پر گہرا اثر ڈالا ہے"

اس معیار کی روشنی میں اصول الشریعہ وغیرہ کا جائزہ

اگر بنظر انصاف حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر نظر آتی ہے